اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْہِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَہْلَ الْبَیْتِ وَیُطَہِّرَکُمْ تَطْہِیْرًا ○ [الأحزاب: ۳۳]

(اے نبی کے گھر والو! اللہ تعالیٰ یہی چاہتے ہیں کہ تم سے (ہر طرح کی) گندگی دور فرما کر تمہیں اچھی طرح پاک صاف فرمادیں)

ذکرِ ازواجِ مطہرات

(رضی اللہ تعالیٰ عنہن)

تحریر:

محمد سلمان منصور پوری

جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد

ناشر

المرکز العلمی للنشر والتحقیق

لال باغ مرادآباد

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

پیش لفظ

نحمده و نصلي علىٰ رسوله الكريم، أما بعد!

یہ مضمون کئی سال قبل ایک سوال کے جواب میں لکھا گیا تھا۔ سوال یہ تھا کہ:

’’سرورِ عالم حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کل کتنے نکاح فرمائے؟ اور آپ کے دنیا سے پردہ فرمانے کے وقت کتنی اَزواجِ مطہرات باحیات تھیں؟ نیز آپ نے اپنی زندگی میں کسی زوجہ مطہرہ کو رخصتی سے پہلے یا رخصتی کے بعد طلاق دی ہے یا نہیں؟‘‘

چناں چہ اِس سوال کی روشنی میں یہ طویل مضمون تحریر کیا گیا، جس میں پیغمبر علیہ السلام کے تعددِ اِزدواج کی حکمتیں اور اَزواجِ مطہرات کے بارے میں ضروری معلومات مختصر انداز میں جمع کر دی گئی ہیں۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اِس مضمون کو مستقل رسالے کی شکل میں شائع کر دیا جائے، اُمید ہے کہ قارئین کے لئے مفید ہوگا، اِن شاء اللہ تعالیٰ۔

اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اِس تحریر کو قبول فرمائیں، اور آخرت میں پیغمبر علیہ السلام کی شفاعت ومعیت نصیب فرمائیں، آمین۔

فقط واللہ الموفق

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۴۲/۱/۴ھ مطابق ۲۰۲۰/۸/۲۴ء

نحمده ونصلي علیٰ رسوله الكريم، أما بعد!

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کثرتِ نکاح اور تعددِ ازدواج پر دشمنانِ اسلام نے بہت ہائے واویلا اور شور وغوغا مچایا ہے، اور اَب بھی وقفہ وقفہ سے اِس کے متعلق دریدہ دہنی کرکے اشتعال انگیزیاں کی جاتی ہیں۔

تو اِس کے بارے میں واضح رہنا چاہئے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبر ہونے کی بنیاد پر عام انسانوں کے مقابلہ میں خاص امتیازات کے حامل تھے، اولاً آپ کی ذاتِ عالی صرف مردوں ہی کے لئے سرچشمۂ ہدایت نہ تھی؛ بلکہ عورتوں کی ہدایت بھی آپ ہی کی ذاتِ عالی سے وابستہ تھی، اس لئے ضروری تھا کہ منتخب اور عفت مآب پاکیزہ خواتین آپ کے حرم میں آکر دین براہِ راست سیکھیں اور پھر دوسروں تک پہنچائیں۔

دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اندر بے مثال جسمانی قوتیں ودیعت فرمائی تھیں، جن کا دوسرے انسان میں تصور نہیں ہوسکتا۔ (مجمع الزوائد/عن عبداللہ بن عمر ۲/۸ ۲۷وغیرہ)

تیسرے یہ کہ آپ نے جتنے بھی نکاح فرمائے ہیں وہ ملکی، قومی، ملی یا کسی فرد کے مصالح پر مبنی تھے، محض نفسانی خواہش پر ان کا مدار نہ تھا۔

اِس کا خلاصہ کرتے ہوئے حضرت الاستاذ مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری رحمۃ اللہ علیہ شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند تحریر فرماتے ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۲۵/ برس کی عمر میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے پہلا نکاح کیا، پھر ۲۵/سال تک جب تک حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا زندہ رہیں، آپ نے دوسرا نکاح نہیں کیا۔

حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد چوں کہ گھر میں چھوٹی بچیاں تھیں اور رسالت کی ذمہ داری الگ تھی، اس لئے آپ نے خاندان کی عورتوں کے اصرار سے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا، جو بیوہ تھیں۔ اس وقت آپ کی عمر مبارک ۵۰/سال تھی۔

اسی زمانہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا دکھلائی گئیں، اور کہا گیا کہ یہ آپ کی بیوی ہیں، چوں کہ اس وقت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی عمر پانچ چھ سال تھی، اس لئے اس خواب کی صورت واضح نہیں ہوئی، پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دل میں یہ بات ڈالی گئی، اور انہوں نے اس نکاح کی تحریک کی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح کرلیا، مگر ابھی وہ گھر آباد نہیں کرسکتی تھیں، اس لئے عملاً آپ کے گھر میں ایک ہی بیوی رہی، یہی ایک نکاح آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کنواری عورت سے کیا ہے۔ باقی سب نکاح بیوہ عورتوں سے کئے ہیں، اور ہجرت کے بعد کئے ہیں، جب کہ آپ کی عمر مبارک ۵۶ تا ۶۰/سال تھی، اور یہ نکاح ملی، ملکی اور شخصی مصالح کے پیش نظر کئے ہیں۔ مثلاً:

(۱) حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح لے پالک کی رسم مٹانے کے لئے کیا ہے، اور اس نکاح کا حکم اللہ تعالیٰ نے سورۃ الاحزاب میں نازل فرمایا ہے، یہ ملی مصلحت ہے۔

(۲) اور حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نکاح ملکی مصلحت سے کیا ہے، تاریخ کا طالب علم جانتا ہے کہ بدر کے بعد اسلام کے خلاف تمام جنگوں کی کمان ابوسفیانؓ کے ہاتھ میں رہی ہے، مگر حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کے بعد انہوں نے کوئی اہم فوج کشی نہیں کی، یہ اس نکاح کا فائدہ تھا۔

(۳) اور چند خواتین کی اسلام کے لئے بڑی قربانیاں تھیں، جیسے سیدتنا حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا، جب وہ بیوہ ہوگئیں تو ان کی دل داری کے لئے آپ نے ان سے نکاح کیا ہے۔ اور سیدتنا حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دل جوئی کے لئے کیا ہے، یہ شخصی مصلحت ہے۔

غرض سبھی نکاح انہی مقاصد ثلاثہ سے کئے ہیں، جن کی تفصیل طویل ہے، کوئی نکاح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ضرورت کے لئے نہیں کیا؛ کیوں کہ آپ کی چہیتی بیوی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کے گھر میں تھیں، اور یہ عمر طبعی ضرورت کی بھی نہیں تھی، وہ تو جوانی کا زمانہ ہے، جو آپ نے ایک بیوی کے ساتھ بسر کیا ہے، اور چوں کہ یہ تینوں مصالح ایسے تھے کہ ان کے لئے کوئی حد مقرر نہیں کی جاسکتی، اس لئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لئے نکاح کی تحدید نہیں کی گئی''۔ (رحمۃ اللہ الواسعۃ شرح حجۃ اللہ البالغۃ ۹۹-۱۰۰)

اس تفصیل کو سامنے رکھ کر کوئی بھی منصف مزاج آپ کے تعددِ نکاح پر کوئی اشکال نہیں کرسکتا۔

ازواجِ مطہراتؓ کی تعداد

اَحادیثِ شریفہ اور سیرت کی اکثر کتابوں میں اِس بات پر تو اتفاق ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت ۹/ اَزواجِ مطہرات باحیات تھیں، جب کہ دو اَزواجِ مطہرات یعنی حضرت خدیجہ اور حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات ہی میں وفات پاچکی تھیں۔

اِن کے علاوہ متعدد خواتین سے آپ کا نکاح فرمانا بعض کتابوں میں مذکور ہے۔ چناں چہ ''مستدرک حاکم'' میں منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کل ۱۸/ نکاح فرمائے، جن میں سے ۷/ عورتوں کا تعلق قبیلہ قریش سے تھا، اور ۹/ عورتوں کا تعلق عرب کے دیگر قبائل سے تھا، اور ایک کا تعلق قریش کے حلفاء سے، اور ایک زوجہ مطہرہ نبی اسرائیل سے تھیں؛ تاہم ان خواتین کے ناموں اور قبیلوں کی تعیین میں سخت اختلاف ہوا ہے۔

ذیل میں ہم اولاً متفق علیہ ۱۱/ازواجِ مطہرات کا تذکرہ کریں گے، اُس کے بعد دیگر عورتوں کے بارے میں روایات کی روشنی میں مختصراً گفتگو کریں گے۔ ملاحظہ فرمائیں:

(۱) اُم المؤمنین سیدتنا حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

آپ قبیلہ قریش کی انتہائی باوقار، سمجھ دار اور باوجاہت خاتون تھیں، آپ نے خود پیغمبر علیہ السلام کی اَمانت داری اور اخلاقِ فاضلہ سے متأثر ہوکر پیغمبر علیہ السلام کے حرم میں آنے کی پیش کش کی، جسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول فرمایا، پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نکاح کے وقت حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر ۴۰/سال اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک ۲۵/سال تھی، یہ پیغمبر علیہ السلام کا پہلا نکاح تھا، جب کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا تیسرا نکاح تھا، اس سے قبل وہ دو اور شوہروں (ابو ہالہ بن زرارہ تمیمی، اور عتیق بن عائذ مخزومی) کے نکاح میں رہ چکی تھیں۔ (اصح السیر ۱۱)

بعثت مبارکہ سے ۱۵/سال قبل یہ نکاح ہوا، اور بعثت کے بعد ۱۰/سال تک آپ باحیات رہیں، اس طرح کل ملاکر ۲۵/سال پیغمبر علیہ السلام کی زوجیت میں رہنے کا شرف حاصل ہوا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے علاوہ سب اولادیں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ہی کے بطن سے ہی تھیں۔

اُمت میں سب سے پہلے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر اِسلام لانے کا اعزاز بھی آپ کو حاصل ہے۔ دین کے لئے آپ کے بے مثال صبر وتحمل، صدق ووفاء اور سخت ترین حالات میں پیغمبر علیہ السلام کی تسلی اور دل داری کے روشن نقوش آپ کے حوالے سے تاریخ میں درج ہیں۔

آپ کی حیات میں پیغمبر علیہ السلام نے کسی دوسری عورت سے نکاح نہیں فرمایا۔

رمضان المبارک ۱۰/نبوی میں ہجرت سے تین سال قبل آپ کی ۶۵/سال کی عمر میں وفات ہوئی، اور مکہ معظّمہ کے مشہور قبرستان ''جنۃ المعلی'' میں مدفون ہوئیں۔

آپ کی وفات پر پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بڑا صدمہ ہوا، بعد میں بھی پیغمبر علیہ السلام

موقع بموقع حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو یاد فرمایا کرتے تھے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وارضاہا۔

(الاصابہ فی تمییز الصحابہ ۴/۲۴۷۹-۲۴۸۰-۲۴۸۱، اسد الغابہ ۶/۸۷-۸۵ وغیرہ)

(۲) اُم المؤمنین سیدتنا حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا

آپ کا تعلق بھی خاندانِ قریش سے تھا، آپ کا پہلا نکاح چچازاد بھائی ''سکران ابن عمرؓ'' سے ہوا، بعد اَزاں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد ہجرت سے تقریباً ۳/سال پہلے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کو اپنی زوجیت کے لئے قبول فرمایا، ہجرت سے قبل ہی آپ کی رخصتی ہوگئی تھی۔

آپ بلند قامت اور بھاری جسم والی تھیں، پیغمبر علیہ السلام نے اخیر عمر میں آپ کو طلاق دینے کا اِرادہ فرمالیا تھا؛ لیکن آپ نے درخواست کی کہ میں چاہتی ہوں کہ آخرت میں میرا حشر آپ کی اَزواجِ مطہرات میں ہو، اِس لئے چھوڑنے کا اِرادہ نہ فرمائیں، چناں چہ پیغمبر علیہ السلام نے اپنا اِرادہ موقوف فرمادیا، بعد اَزاں حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے اپنی باری اُم المؤمنین سیدتنا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو ہبہ فرمادی۔

آپ بڑی عبادت گذار اور صدقہ خیرات کی شوقین تھیں، امیر المؤمنین سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے آخری زمانہ میں آپ کی وفات ہوئی۔ رضی اللہ عنہا وارضاہا۔ (الاصابہ فی تمییز الصحابہ ۶/۲۵۴۶-۲۵۴۷ دارالمعرفہ بیروت، اسد الغابہ ۶/۱۵۷-۱۵۸)

(۳) اُم المؤمنین سیدتنا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

آپ خلیفہ اول سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحب زادی تھیں، ہجرت سے تین سال قبل ۶/یا ۷/سال کی عمر میں مکہ معظّمہ میں پیغمبر علیہ السلام سے آپ کا نکاح ہوا، اور ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں ۹/سال کی عمر میں آپ کی رخصتی ہوئی، آپ بڑی عاقلہ اور فاضلہ خاتون تھیں، اور پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چہیتی زوجۂ مطہرہ تھیں، کئی امتیازی خوبیاں آپ میں پائی جاتی ہیں، جو مختصراً درج ذیل ہیں:

(۱) آپ کے نکاح سے پہلے حضرت جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیغمبر علیہ السلام کو آپ کی صورت دکھائی تھی کہ یہ آپ کی ہونے والی زوجہ مطہرہ ہیں۔

(۲) آپ ہی سے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کنواری ہونے کی حالت میں نکاح فرمایا۔ آپ کے علاوہ بقیہ سب اَزواجِ مطہرات بیوہ یا مطلقہ تھیں۔

(۳) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کے ایک بستر پر لیٹے ہوئے ہونے کی حالت میں وحی کا نزول ہوتا تھا۔

(۴) سبھی موجود اَزواجِ مطہرات میں پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آپ سے سب سے زیادہ تعلق تھا۔

(۵) واقعۂ اِفک میں آپ کی برأت سے متعلق قرآنِ کریم کی واضح آیات نازل ہوئیں۔

(۶) آپ کو حضرت جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھنے کا شرف بھی حاصل ہوا۔

(۷) آپ رضی اللہ عنہا ہی کے حجرۂ مبارکہ اور آپ کی گود میں پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات ہوئی۔

آپ کے بارے میں پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ: ”عائشہ کی فضیلت دیگر عورتوں پر ایسی ہے جیسے ثرید کی فضیلت دیگر کھانوں پر“۔

آپ کے حوالہ سے ذخیرۂ احادیث میں ۲۲۱۰/ روایات منقول ہیں، جو آپ کی علمی جلالتِ شان کی دلیل ہے۔ بڑے بڑے صحابہ اور تابعین نے آپ سے علم حاصل کیا، اور مسائل معلوم کئے۔ حضرت اِمام زہریؒ فرماتے ہیں کہ: ”اگر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا علم ایک طرف اور دیگر ازواجِ مطہرات؛ بلکہ سبھی عورتوں کا علم دوسری طرف رکھا جائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا علم ہی زیادہ افضل ہوگا“۔

پیغمبر علیہ السلام کی وفات کے وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک صرف ۱۸/ سال تھی۔ اور ۵۷/ یا ۵۸/ ہجری میں ۶۷/ سال کی عمر میں آپ کی وفات ہوئی اور جنۃ البقیع

میں مدفون ہیں۔رضی اللہ تعالیٰ عنہا وارضاہا۔(المستدرک للحاکم ۵/۴-۱۱دارالکتب العلمیہ بیروت،الاصابہ فی تمییز الصحابہ/کتاب النساء ۸/۲۳۳دارالکتب العلمیہ بیروت)

(۴) اُم المؤمنین سیدتنا حضرت اُم سلمہ بنت ابی اُمیہ رضی اللہ عنہا

آپ قبیلہ قریش کی انتہائی معاملہ فہم اور معزز خواتین میں شامل تھیں، اسلام کے ابتدائی دور میں دولتِ اسلام سے مشرف ہوئیں، اور حبشہ اور مدینہ منورہ دونوں ہجرتوں کی سعادت حاصل ہوئی، پیغمبر علیہ السلام کے حرم میں آنے سے پہلے آپ حضرت ابوسلمہ ابن عبدالاسد المخزومی رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں، جواُن کے حق میں بہترین شوہر تھے،اُن سے چار اولادیں بھی تھیں۔

خود فرماتی ہیں کہ جب ابوسلمہ کا انتقال ہوگیا تو مجھے یہ بات یاد آئی کہ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جوشخص کسی مصیبت کے وقت ''انا للہ''اور ''اَللّٰھُمَّ أَجُرْنِيْ فِيْ مُصِيْبَتِيْ هٰذِهٖ وَاخْلُفْ لِيْ خَيْرًا مِنْهَا'' (یعنی اے اللہ! مجھے اِس مصیبت پر اجر وثواب عطا فرمایئے،اور مجھے اُس کے نعم البدل سے نوازیئے) پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کا نعم البدل عطاء فرماتے ہیں،تو میں سوچنے لگی کہ ابوسلمہ سے بہتر میرا شوہر کون ہوگا؟ لیکن پھر میں نے''انا للہ''اور وہ دعا پڑھ ہی لی،تو عدت کے بعد پیغمبر علیہ السلام نے میرے پاس پیغامِ نکاح بھیجا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے ابوسلمہ سے بہتر شوہر عطا فرمایا۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو اللہ تعالیٰ نے بے مثال فراست، عاقبت اندیشی اور بصیرت سے مالا مال فرمایا تھا،پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد جو حالات پیش آئے، اُن میں آپ نے اپنے کو ہر طرح کے فتنوں سے بچا کر رکھا اور دوسروں کو بھی بہترین مشورے دیتی رہیں۔ ۵۹، ۶۱ یا ۶۲ / ہجری میں (علی اختلاف الاقوال) مدینہ منورہ میں وفات ہوئی اور جنت البقیع میں تدفین عمل میں آئی۔(المستدرک للحاکم/کتاب معرفۃ الصحابہ ۴/۱۷رقم:۶۷۵۶-۶۷۵۷ دار الکتب العلمیہ بیروت،صحیح مسلم/کتاب الجنائز ۱/۳۰۰)

(۵) اُم المؤمنین سیدتنا حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا

آپ امیر المؤمنین سیدنا حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحب زادی

تھیں، آپ کا پہلا نکاح ’’خنیس بن حذافہ سہمی‘‘ رضی اللہ عنہ سے ہوا تھا، ان کی وفات کے بعد شعبان ۳ رہجری میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زوجیت کا شرف حاصل ہوا۔

اَزواجِ مطہرات میں آپ کو ایک خاص مقام حاصل تھا، آپ بڑی عبادت گذار اور شب بیدار خاتون تھیں۔

۴۵ رہجری میں ۶۲ رسال کی عمر میں آپ کی وفات ہوئی، مدینہ منورہ میں مدفون ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وارضاہا۔ (الاصابہ فی تمییز الصحابہ ۴/۲۴۶۹-۲۴۷۰ دار المعرفہ بیروت، المستدرک للحاکم ۴/۱۶، اسد الغابہ ۶/۶۵، اصح السیر ۵۷۳-۵۷۴)

(۶) اُم المؤمنین سیدتنا حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا

پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زوجیت میں آنے سے پہلے آپ حضرت عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں، جو غزوۂ احد میں شہید ہو گئے تھے، پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے نکاح فرمایا۔

آپ کا لقب ’’اُم المساکین‘‘ تھا؛ کیوں کہ آپ فقراء اور مساکین پر بہت مہربان تھیں، آپ اُم المؤمنین حضرت میمونہ بنت الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ماں شریک بہن تھیں۔

آپ نبی اکرم علیہ السلام سے نکاح کے بعد چند ہی مہینے باحیات رہیں، اور ربیع الثانی ۴ رہجری میں وفات پا گئیں، وفات کے وقت آپ کی عمر کل ۳۰ رسال تھی، رضی اللہ عنہا وارضاہا۔

(الاصابہ فی تمییز الصحابۃ/ کتاب النساء ۸/۱۵۷ دار الکتب العلمیۃ بیروت، المستدرک للحاکم ۴/۳۶)

(۷) اُم المؤمنین سیدتنا حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا

آپ رضی اللہ عنہا نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پھوپھی زاد بہن تھیں، اور بڑی خوب رو، اور باسلیقہ خاتون تھیں، آپ کا شمار قدیم الاسلام صحابیات میں ہوتا ہے۔

آپ کا نکاح اولاً پیغمبر علیہ السلام نے اپنے متبنّی حضرت زید ابن حارثہ رضی اللہ عنہ سے

کرایا تھا؛ لیکن ان دونوں میں نبھاؤ نہ ہونے کی وجہ سے تفریق کی نوبت آ گئی، تو پیغمبر علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اَز خود اپنے لئے نکاح کا پیغام بھیجا، اِس نکاح کے ذریعہ لے پالک بیٹے کو حقیقی بیٹے کے درجہ میں رکھنے کی جاہلانہ رسم ہمیشہ کے لئے ختم ہوگئی۔ جس کا ذکر قرآنِ کریم میں سورۂ احزاب (آیت: ۳۷) میں کیا گیا ہے۔

یہ نکاح کا واقعہ ۳ھ ہجری میں پیش آیا، اور اس موقع پر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ولیمہ کی شاندار دعوت فرمائی، اور پردے کی آیات بھی اسی مناسبت سے نازل ہوئیں۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا بہت ہی صاف دل اور سچی خاتون تھیں، غریبوں اور محتاجوں کی خبر گیری میں ممتاز تھیں، حتی کہ اُن کا لقب ہی ''مأوی المساکین'' پڑ گیا تھا۔

پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا کہ میری اَزواج میں وہ زوجہ مجھ سے سب سے پہلے آ کر ملے گی جن کے ہاتھ سب سے لمبے ہوں گے۔ یہ حدیث سن کر اَزواجِ مطہرات اپنے ہاتھ ناپا کرتی تھیں، اور ارشادِ نبوی کو اپنے ظاہر پر محمول کرتی تھیں؛ لیکن جب سیدتنا حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اَزواجِ مطہرات میں سب سے پہلے وفات ہوئی تو پتہ چلا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اِرشادِ عالی کا کیا مطلب تھا، یعنی اِس میں یہ اِشارہ کیا گیا تھا کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا اَزواجِ مطہرات میں سب سے زیادہ داد و دہش اور صدقہ خیرات کرنے والی ہیں۔

۲۰ھ ہجری میں دورِ فاروقی میں ۵۳ سال کی عمر میں آپ کی وفات ہوئی، اور مدینہ منورہ میں مدفون ہوئیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وارضاہا۔ (المستدرک للحاکم ۴/۲۴-۲۶، الاصابہ فی تمییز الصحابہ ۸/۱۵۳-۱۵۵، اسد الغابہ ۶/۱۲۵-۱۲۷، اصح السیر ۵۸۲-۵۸۴)

(۸) اُم المؤمنین سیدتنا حضرت جویریہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا

آپ کا تعلق قبیلہ بنو خزاعہ سے تھا، اصل نام ''برّہ'' تھا، جسے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تبدیل کر کے ''جویریہ'' نام رکھا۔

اَولاً آپ رضی اللہ عنہا کا نکاح ''مسافع بن صفوان'' سے ہوا، جو اپنے قبیلہ کا بڑا سردار تھا، اور ''غزوۂ مریسیع'' میں مارا گیا تھا، اسی غزوہ میں جب قیدیوں کو تقسیم کیا گیا، تو حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت ثابت بن قیس انصاری رضی اللہ عنہ کے حصہ میں آئیں؛ لیکن چوں کہ آپ ؓ معزز خاندان سے تھیں، اس لئے غلامی کی زندگی پسند نہیں کی، اور حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ سے اپنی آزادی کے لئے عقد کتابت کرلیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ملّی اور قومی مصلحت کے پیشِ نظر آپ کا بدل کتابت خود ادا کر کے حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کو اپنی زوجیت میں داخل فرمایا، اور بدلِ کتابت ہی کو مہر قرار دیا، یہ ۵/ یا ۶/ ہجری کا واقعہ ہے۔

جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کرنے کی خبر ملی، تو صحابہ ؓ نے بنو المصطلق کے سب جنگی قیدیوں کو یہ سوچ کر آزاد کردیا کہ یہ سب حضرت جویریہ ؓ کی وجہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ دار بن گئے ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرمایا کرتی تھیں کہ: ''کوئی عورت حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ اپنی قوم کے لئے بابرکت ثابت نہیں ہوئی''۔

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا خود فرماتی ہیں کہ میں نے غزوۂ بنی المصطلق سے چند روز قبل یہ خواب دیکھا تھا کہ یثرب (مدینہ) سے چاند اُٹھ کر آیا اور میری گود میں ٹھہر گیا، جس کی بظاہر تعبیر یہی تھی کہ آپ کو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زوجیت نصیب ہوگی۔

اور ایک روایت یہ ہے کہ جب حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت میں آگئیں تو آپ کے والد نے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ جویریہ ایسی لڑکی ہیں جسے قیدی نہیں بنایا جاسکتا؛ لہٰذا آپ اُسے آزاد کردیں، تو پیغمبر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ: ''کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ آپ اسے اختیار دے دیں کہ وہ چاہے جہاں رہے''؟ اِس پر والد راضی ہوگئے، اور یہ بات جا کر حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے نقل کی؛ لیکن حضرت جویریہ نے باپ کے پاس واپس جانے کو اختیار نہیں کیا؛ بلکہ فرمایا کہ: ''اِخْتَرْتُ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ''. (یعنی میں اللہ اور اُس کے رسول کو اختیار کرتی ہوں)

آپ کی وفات (علیٰ اختلاف الاقوال) ربیع الاول ۵۰ھ؍ہجری یا ۵۶ھ؍ہجری میں سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِخلافت میں ہوئی، اور مدینہ منورہ میں مدفون ہوئیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وارضاہا۔ (الاصابہ فی تمییز الصحابہ ۴؍۲۴۶۰-۲۴۶۱ دارالمعرفہ بیروت، اسد الغابہ ۶؍۵۶-۵۷، اصح السیر ۵۹۹، المستدرک للحاکم ۴؍۲۹ رقم: ۶۷۸۱ دارالکتب العلمیہ بیروت)

(۹) اُم المؤمنین سیدتنا حضرت اُم حبیبہ (رملہ) بنت ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہا

آپ بھی قدیم الاسلام صحابیات میں سے ہیں، ہجرتِ مدینہ منورہ سے کافی پہلے آپ دولت اِسلام سے مشرف ہوچکی تھیں، اور اپنے شوہر عبیداللہ بن جحش کے ساتھ ہجرت بھی فرمائی تھی، حبشہ میں عبیداللہ بن جحش کا بحالتِ ارتداد انتقال ہوگیا تھا، یہ خبر ملنے پر پیغمبر علیہ السلام نے مدینہ منورہ سے شاہِ حبشہ اصحمہ نجاشی کے پاس بذریعہ عمرو بن اُمیہ ضمری یہ اطلاع بھیجی کہ اگر اُم حبیبہ منظور کریں تو اُن کا نکاح پیغمبر علیہ السلام سے کردیا جائے، چناں چہ نجاشی نے حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا کا نکاح اُن کی رضامندی سے حضرت نبی اکرم علیہ السلام کے ساتھ کردیا، اور اپنی طرف سے بطور مہر ۴۰۰؍دینار کی خطیر رقم عطا کی، یہ ۷؍ہجری کا واقعہ ہے، پھر آپ مدینہ منورہ تشریف لے آئیں۔

کیوں کہ آپ اس وقت کے مکہ کے سب سے بڑے سردار ''ابوسفیان صخر بن حرب'' کی صاحبزادی تھیں، اور وہ اس وقت دولت اسلام سے مشرف نہیں ہوئے تھے، اس لئے سیاسی طور پر اس رشتہ دامادی کا یہ نتیجہ نکلا کہ حضرت ابوسفیان کی اسلام کے خلاف پرجوش مخالفت میں کافی کمی آگئی، اور وہ بھی بالآخر فتح مکہ کے موقع پر اسلام کے آغوش میں آگئے۔

حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات ۴۴ھ؍ہجری میں امیرالمؤمنین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دورِخلافت میں ہوئی، اور آپ جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وارضاہا۔ (اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ ۶؍۱۱۵ دارالفکر بیروت، الاصابہ فی تمییز الصحابہ ۴؍۲۵۰۸-۲۵۰۹-۲۵۱۰ دارالمعرفہ بیروت، اسد الغابہ ۶؍۲۱۵-۲۱۶، اصح السیر ۵۹۷-۶۰۱)

(۱۰) اُم المؤمنین سیدتنا حضرت صفیہ بنت حیی بن اخطب رضی اللہ تعالیٰ عنہا

آپ یہودی قبیلہ بنونضیر کے مشہور سردار ''حیی بن اخطب'' کی بیٹی تھیں، آپ کا پہلا نکاح ''سلام بن مشکم'' سے ہوا، اس کے بعد کنانہ بن ابی حقیق کے نکاح میں آئیں، جو غزوۂ خیبر میں مقتول ہوا، اور حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جنگی قیدیوں میں شامل ہوکر حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کے حصہ میں آئیں، جس پر کچھ لوگوں میں یہ تبصرہ ہوا کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا چوں کہ سردار کی بیٹی ہیں، اس لئے اُن کا پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس رہنا ہی بہتر ہے، پیغمبر علیہ السلام کو بھی اسی میں مصلحت معلوم ہوئی، اس لئے آپ نے حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کو بدلے میں کئی باندیاں دے کر حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو خود اپنے لئے اختیار فرمایا، اور پھر انہیں آزاد کر کے ان سے باقاعدہ نکاح فرمالیا، اور مدینہ منورہ واپسی کے دوران راستہ میں بمقام ''سدالصہباء'' رخصتی فرمائی، اور صبح کو مختلف صحابہ کے توشوں کو ایک دسترخوان پر جمع کر کے ولیمہ کا اہتمام فرمایا۔

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے بھی خواب میں ایک سورج کو اپنی گود میں آتا ہوا دیکھا تھا، جب یہ خواب آپ نے اپنے شوہر کو بتایا تو وہ سخت ناراض ہوا، اور کہنے لگا کہ کیا تم عرب کے بادشاہ یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں جانا چاہتی ہو؟ تاہم اللہ تعالیٰ نے بعد میں اس خواب کو سچا کر دکھایا۔

آپ چوں کہ نہایت خوب رو، بردبار اور علم وفضل والی خاتون تھیں، اس لئے بعض اَزواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن سے سوکن ہونے کے اعتبار سے آپ کی چشمک رہتی تھی، جب کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے اکثر دفاع فرمایا کرتے تھے۔

ایک مرتبہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے حضرت صفیہ سے یہ کہہ دیا کہ ہمارا تعلق تو حضور ہی کے خاندان اور قبیلہ سے ہے، جب کہ تمہاری نسل

الگ ہے، جب یہ بات حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے پیغمبر علیہ السلام کو بتائی تو آپ نے فرمایا کہ ''تمہیں جواب میں یہ کہنا چاہئے تھا کہ تم دونوں مجھ سے بہتر کیسے ہوسکتی ہو؟ جب کہ میرے والد حضرت ہارون علیہ السلام اور میرے چچا حضرت موسیٰ علیہ السلام اور میرے شوہر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں (گویا کہ میری رشتہ داری تین پیغمبروں سے ہے)''۔

اور روایات میں یہ بھی ہے کہ مرض الوفات میں جب کہ سب اَزواجِ مطہرات پیغمبر علیہ السلام کے پاس موجود تھیں، حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ: ''اے اللہ کے رسول! قسم بخدا میری خواہش تو یہ ہے کہ جو تکلیف آپ کو ہے، وہ مجھے ہوتی''، یعنی آپ بعافیت رہتے۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا یہ فدایانہ جملہ سن کر بعض ازواجِ مطہرات نے بطور طنز وتعریض آنکھوں سے اشارے کرنے شروع کردئے، تو پیغمبر علیہ السلام نے اُن اَزواجِ مطہرات سے فرمایا کہ ''کلی کرو''، اَزواجِ مطہرات نے پوچھا کہ ''کس بات کی وجہ سے کلی کریں''؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''تم نے جو صفیہ کے بارے میں طنز وتعریض کیا ہے اس کی بنا پر، اور اللہ کی قسم صفیہ اپنی بات میں سچی ہیں''۔

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد ۴۲ رسال باحیات رہیں، اور ۵۲ رہجری میں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں وفات پائی، اور جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وارضاہا۔ (الاصابہ فی تمییز الصحابہ ۴/ ۲۵۵۷-۲۵۵۸-۲۵۵۹ دار المعرفہ بیروت)

(۱۱) اُم المؤمنین سیدتنا حضرت میمونہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا

حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی خاندانِ قریش کی معروف خواتین میں سے ہیں، آپ سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس اور سیدنا حضرت خالد بن الولید رضی اللہ عنہما کی خالہ تھیں، پیغمبر علیہ السلام کے نکاح میں آنے سے پہلے بالترتیب مسعود بن عمر ثقفی اور ابورہم بن عبدالعزیٰ کے نکاح میں رہ چکی تھیں۔

۷ھ ہجری میں عمرۃ القضاء کے موقع پر مقام سرف میں حضرت عباسؓ کی وکالت سے پیغمبر علیہ السلام نے بحالت احرام آپ سے عقد نکاح فرمایا، اور یہ نکاح ایک خاص حکمت پر مبنی تھا کہ آپ مکہ معظّمہ جا کر حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے رخصتی فرمائیں گے، اور پھر ولیمہ میں سردارانِ مکہ کو شرکت کی دعوت دی جائے گی؛ لیکن اس وقت مکہ کے لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیش کش کو قبول نہیں کیا، چناں چہ مکہ معظّمہ کے بجائے واپسی میں ''مقامِ سرف'' ہی پر آپ کی رخصتی ہوئی۔

اور عجیب اتفاق یہ ہے کہ ۶۱ھ ہجری میں اُسی مقام پر آپ کی وفات بھی ہوئی، بوقت وفات آپ کی عمر مبارک ۸۰ یا ۸۱ سال تھی، آپ بڑی متقیہ اور صلہ رحمی کرنے والی خاتون تھیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وارضاہا۔ (المستدرک للحاکم ۳۲/۴ دار الکتب العلمیہ بیروت، اسد الغابۃ ۲۷۲/۶-۲۷۳)

درج بالا گیارہ اَزواجِ مطہرات کے بعد اَب ذیل میں بعض اُن خواتین کا ذکر کیا جاتا ہے، جن سے پیغمبر علیہ السلام کے نکاح یا پیغامِ نکاح دینے کا تذکرہ کتب سیر واَحادیث میں ہے:

(۱۲) حضرت اسماء بنت النعمان بن شراحبیل الکندیہ الجونیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

آپ کا تعلق اہل یمن سے تھا، ان کے والد ''نعمان بن ابی الجون'' قبیلہ کندہ کے وفد کے ساتھ مسلمان ہوکر پیغمبر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے، اسی وقت اُنہوں نے اپنی بیٹی کا رشتہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پیش کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۵۰۰ درہم پر نکاح کی منظوری دی، اور حضرت ابو اسید ساعدی رضی اللہ عنہ کو اسماء بنت النعمان کو ان کے وطن سے مدینہ لانے کی ذمہ داری دی، یہ بہت حسین وجمیل عورت تھیں؛ لیکن اُن میں شاید زیادہ سمجھ داری نہ تھی، اِسی لئے جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اُن کی طرف تنہائی میں متوجہ ہوئے، تو اُنہوں نے آپ سے اللہ کی پناہ مانگی۔

اور بعض روایات میں ہے کہ کچھ نا سمجھی کی باتیں کیں، جس کی وجہ سے پیغمبر علیہ السلام نے اُن کو طلاق دے دی اور کچھ سامان دے کر اُن کے وطن واپس بھجوادیا۔

اور بخاری شریف کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اِس عورت کا نام ''اُمیمہ بنت شراحیل'' تھا۔ (صحیح البخاری، کتاب الطلاق/ باب من طلق وہل یواجہ الرجل امرأتہ بالطلاق ۲/۷۷۰، صحیح البخاری، کتاب الاشربہ/ باب الشرب من قدح النبی صلی اللہ علیہ وسلم وآنیتہ ۲/۸۴۲ رقم: ۵۶۳۷ دار الفکر بیروت، صحیح مسلم ۲/۱۶۸ رقم: ۲۰۰۷، تکملۃ فتح الملہم / کتاب الاشربہ/ تحقیق قصۃ المرأۃ الجونیہ ۳/۶۵۰ مکتبۃ دار العلوم کراچی)

(۱۳) حضرت فاطمہ بنت ضحاک الکلابیہ رضی اللہ عنہا

آپ کا تعلق قبیلہ بنوکلاب سے تھا، مختلف روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ۸/ہجری میں پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ سے نکاح فرمایا؛ لیکن پھر رخصتی سے قبل یا خلوت کے بعد (علیٰ اختلاف الروایات) بعض وجوہات کی وجہ سے طلاق دے دی۔ اور بعض روایتوں میں اِس کلابیہ عورت کا نام عالیہ بنت ظبیان بن عوف بن عمرو بھی ذکر کیا گیا ہے۔ واللہ اعلم۔ (الاصابہ فی تمییز الصحابہ ۴/۲۶۰ دار المعرفۃ بیروت، اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ ۶/۱۸۸ دار الفکر بیروت)

(۱۴) حضرت فاطمہ بنت شریح رضی اللہ عنہا

صاحب ''الاصابہ'' حافظ ابن حجرؒ نے اِس نام کی خاتون کو بھی اَزواجِ مطہرات میں شمار کرایا ہے؛ لیکن مزید تفصیل نہیں لکھی۔ (الاصابہ فی تمییز الصحابہ ۴/۲۶۰۲ دار المعرفۃ بیروت)

(۱۵) حضرت ہند بنت یزید الکلابیہ رضی اللہ عنہا

یہ ''ابنۃ البرصاء'' کے نام سے بھی مشہور ہیں، بعض مؤرخین نے اِن کو بھی سرورِ عالم پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اَزواج میں شمار کیا ہے؛ لیکن مزید تفصیلات نہیں مل سکیں۔ (الاصابہ فی تمییز الصحابہ ۴/۲۶۵۹ دار المعرفۃ بیروت)

(۱۶) حضرت قتیلہ بنت قیس الکندیہ رضی اللہ عنہا

یہ اشعث بن قیس کی بہن ہیں، بعض روایات سے ۱۰ھ ہجری میں پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اُن کے نکاح کا پتہ چلتا ہے؛ تاہم اُس کے بعد پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جلد ہی وفات ہوگئی اور رخصتی اور زیارت کا موقع نہیں ملا، اور ان کے بارے میں کئی طرح کی روایات مروی ہیں، جن کی تصدیق یا تکذیب نہیں کی جاسکتی، واللہ واعلم۔ (اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ ۶؍۲۴۰ دارالفکر بیروت)

(۱۷) حضرت سنا بنت اسماء بن صلت السلمیہ رضی اللہ عنہا

آپ کا نکاح بھی پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ثابت ہے، لیکن اتفاق یہ کہ رخصتی سے پہلے ہی آپ کی وفات ہوگئی، اور بعض مؤرخین نے ذکر کیا ہے کہ جب آپ کو پیغمبر علیہ السلام سے نکاح کی خبر دی گئی تو آپ فرطِ مسرت میں جاں بحق ہوگئیں۔ اللہ اکبر۔ (الاصابہ ۴؍۴۳۳ ۲۵ دار المعرفۃ بیروت لبنان، المستدرک للحاکم ۴؍۳۷)

(۱۸) حضرت اُم شریک الانصاریہ رضی اللہ عنہا

پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش تھی کہ اپنے ننہیالی خاندان بنونجار انصار سے تعلق رکھنے والی کسی عورت سے نکاح فرمائیں، اس غرض سے آپ نے حضرت ام شریک انصاریہ سے نکاح کیا، جو قبیلہ انصار میں جود وسخا اور ہمدردی میں مشہور تھیں؛ لیکن پھر یہ سوچ کر کہ انصاری عورت میں غیرت اور حجاب زیادہ ہوتا ہے، رخصتی کا ارادہ نہیں فرمایا۔ (المستدرک للحاکم ۴؍۳۷، الاصابہ فی تمییز الصحابہ ۴؍۲۷۱۱ دارالمعرفہ بیروت)

رضي اللّٰه تعالیٰ عنهن وأعلیٰ اللّٰه درجاتهن في الجنة

آمين برحمتك يا أرحم الراحمين